فضائل دعا اور اس کے قوانین

(از مولوی محمد ابو الخیر پرپوائی پرتاب گڈھی متعلم دار الحدیث رحمانیہ بجماعت عالیہ)

وہ کون لوگ ہیں جنکی دعا جلد قبول ہوتی ہے؟

بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جن کی دعا بڑی جلدی مقبول ہوتی ہے چنانچہ آنحضور فرماتے ہیں ثلٰثة لا ترد دعوتهم الصائم حین یفطر والامام العادل ودعوة المظلوم یعنی آپ فرماتے ہیں تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا مردود نہیں ہوتی ان میں سے پہلا شخص روزہ دار ہے جو کہ اللہ کی رضامندی کیلئے کھانا پینا ترک کرتا ہے اور صرف رضاء الٰہی مدنظر رکھتا ہے جب افطار کا وقت ہوتا ہے اس وقت وہ جو بھی دعا کرے اللہ تعالیٰ فوراً قبول کر لیتا ہے کیونکہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو وہ پائے تکمیل تک پہنچا رہا ہے پھر ایسے وقت میں اس کی دعا کیونکر مقبول نہ ہو۔ دوسرا شخص امام عادل ہے جو دنیا پر حکمرانی کرنے میں عدل وانصاف سے کام لیتا ہے جب وہ عدل سے کام لیگا تو اس کے دوسرے اخلاق بھی سدھر اور سنور جائینگے۔ عدل بادشاہ کیلئے ضروری اور لابدی چیز ہے کیونکہ جب بادشاہ یا امام میں عدل کا مادہ نہ ہوگا اس کی حکومت میں جنگ و جدال کا سلسلہ جاری ہوگا روحانیت بالکل مفقود ہوگی امن وامان معدوم ہو چکا ہوگا ایک بڑا شخص چھوٹے آدمی پر ظلم کے پہاڑ ڈھا رہا ہوگا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس ظالم بادشاہ کا اثر محکوم رعایا پر پڑے گا اور پھر نتیجہ یہ ہوگا کہ مختلف قسم کی خرابیاں وقوع پذیر ہونگی اور جب عادل بادشاہ ہوگا تو اس کی ساری خدائی مدح خواں ہوگی تمام ابواب مفاسد کا سدباب ہو جائیگا اس کا اثر رعایا پر زبردست پڑے گا اور یہ اثر عالمگیر ہوگا عدل ہی کا نتیجہ ہے جس نے نوشیرواں کے نام کو تمام عالم میں مشہور کر دیا ہے اگرچہ اس کی ہڈی تک کا پتہ نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کا نام دنیائے عدل میں روز روشن کی طرح تاباں اور درخشاں ہے یہی تو وجہ تھی کہ اسلام نے اس پہلو پر بہت زور دیا اور کہا ان اللہ یامر کم بالعدل یعنی اللہ تعالیٰ عدل کیلئے حکم کرتا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کے روز سات قسم کے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں رکھیگا اور حال یہ ہے کہ اس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا ان میں سے ایک امام عادل بھی ہوگا چنانچہ اوائل اسلام میں سلاطین اسلامیہ نے اس پر خوب اچھی طرح عمل کیا۔ تیسرا شخص مظلوم ہے اس کی بھی دعا اللہ تعالیٰ بہت جلد قبول کرتا ہے اس کی دعا کیلئے تمام آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور خداوند قہار کہتا ہے کہ وعزتی لانصرنك یعنی خود اپنی عزت کی قسم کھاتا ہے اور کہتا ہے قسم ہے میری عزت کی میں تیری مدد ضرور کرونگا مظلوم کی آہ میں اللہ تعالیٰ نے وہ اثر رکھا ہے کہ ظالم کو بالکل تباہ وبرباد کر دیتی ہے ادہر مظلوم کے قلب سے آہ نکلی ادہر درجہ مقبولیت کو پہنچ گئی چنانچہ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ✣ اجابت از در حق بہر استقبال می آید

آنحضور فرماتے ہیں جب کوئی شخص اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرتا ہے تو بڑی جلدی قبول ہوتی ہے کیونکہ اس میں

صاف وستھرا خلوص پایا جاتا ہے اور اس کو محض اپنے بھائی کی خیر خواہی مقصود ہوتی ہے جبکہ وہ بھائی اُس سے غائب کہیں دوسری جگہ رہتا ہے اور جس کیلئے دعا کی جارہی ہے وہ اس سے دور ہوتا ہے اور جب کوئی شخص اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرنے لگتا ہے تو ایک فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے جو کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی۔ آنحضور فرماتے ہیں کہ مسافر کی دعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے۔

دعا کے مقبول نہ ہونے کے اسباب

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے اسباب ہیں جنسے دعا مقبول نہیں ہوتی ہے اور لوگ حیران و پریشان ہو جاتے ہیں وہ تو سمجھتے ہیں کہ اللہ کا فرمان ہے کہ میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں پھر ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی لہذا ان لوگوں کو اسباب مرقومہ پر غور کرنا چاہئے جو کہ احادیث صحیحہ سے ثابت کئے گئے ہیں چنانچہ آنحضور فرماتے ہیں ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب غافلٍ لاہٍ یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا کو قبول نہیں کرتا ہے جس کا دل غافل ہوتا ہے دعا تو اللہ تعالیٰ سے کر رہا ہے اور دل کہیں اور لگا ہوا ہے نہیں نہیں بلکہ خالص توجہ اللہ ہی کی جانب ہونی چاہئے کیونکہ حضور و خلوص مقبولیت دعا کیلئے شرط ہے جب تک کوئی شخص غفلت دستی سے کام لیگا تو یقیناً اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔ آنحضور فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کو ہرگز قبول نہیں کرتا ہے جو دعا گناہ کے لئے کی جارہی ہو یا قطع رحمی کیلئے یعنی معصیت کی دعا قبول نہیں ہوتی اور نہ قطع رحمی کی یعنی کسی کیلئے کسی کے رشتہ دار اور عزیز و اقربا یا میاں بیوی کی جدائی کی دعا کی جائے تو ایسی دعائیں مقبول نہیں ہوتیں۔ جس کا کھانا پینا پہننا حرام کا ہوگا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی چنانچہ آنحضور فرماتے ہیں کہ ایک مسافر شخص ہے بال پراگندہ سفر دراز ہے اور ہاتھ کو آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے کہہ رہا ہے یا ربّ یا ربّ اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا پینا پہننا سارا کا سارا حرام کا ہے۔ بھلا اس کی دعا کیونکر مقبول ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقبولیت دعا کیلئے ایک یہ بھی شرط ہے کہ روزی حلال کی ہونی چاہئے اور لباس بھی حلال کا ہونا چاہئے۔ جب کوئی دعا کرے تو اس کو اس کی مقبولیت پر یقین ہونا چاہئے اور اس میں ذرا بھی شک نہ ہونا چاہئے کہ شاید میری دعا قبول نہ ہوئی ہو کہیں ایسا خیال نہ کرنا چاہئے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اپنے گناہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کہدے مگر اس بات پر یقین ہونا چاہئے کہ میری دعا قبول ہوگئی ہے۔

مقبولیتِ دعا کے اوقات

یوں تو اللہ تعالیٰ ہر وقت تمام بندوں کی پکار سنتا ہے اور ان کی حاجت براری کرتا ہے مگر تین وقت ایسے ہیں کہ ان میں خصوصیت کے ساتھ دعا مقبول ہوتی ہے ان میں پہلا وقت اذان اور اقامت کے درمیان ہے چنانچہ آنحضور فرماتے ہیں لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامۃ یعنی اذان اور اقامت کے درمیان دعا پھیری نہیں جاتی ہے اور دوسرا وقت نماز مفروضہ کے بعد ہے اور تیسرا وقت تہجد کے وقت ہے جبکہ تمام دنیا آغوش خواب میں مست رہتی ہے۔ باد نسیم کے نرم نرم اور نہایت ہی لطیف جھونکے تھپکیاں دیتے رہتے ہیں اور نیند میں وہ لطف اندوزی ہوتی رہتی ہے کہ خداوند قیوم کی رحمت عامہ سے محروم ہو جاتے ہیں مگر اس وقت کچھ ایسے بندے ہوتے ہیں جو کہ خداوند قدوس کی آواز پر لبیک کہتے ہیں جبکہ

وہ آسمان دنیا پر آتا ہے اور کہتا کہ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو دوں کہاں ہیں مرہم کے تلاش کرنیوالے ہیں ان کے لئے مرہم ہوں پیاسوں کیلئے پانی ہوں کہاں ہیں تڑپنے اور بیقرار ویے تاب ہونے والے وہ ہمارے سامنے تڑپیں تاکہ میں ان کو اپنے آغوش رحمت میں لیلوں اور ان کی حاجت روائی کروں۔ چنانچہ اس وقت جو بندہ جو کچھ کہتا ہے فوراً مقبول ہوتا ہے کیسے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے مہربان ورحیم معبود کے سامنے اپنے سر کو خم کیے ہوئے اپنی حاجات اور ضروریات پوری کر رہے ہیں اور سارا عالم نیند کے نشہ میں مدہوش ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ داعی اسلام نے تہجد کی نماز کی بڑی فضیلت بیان کی کیونکہ اسوقت قبولی ہوتی ہے۔ ہر طریقہ کا دھیان اللہ ہی کی طرف لگا رہتا ہے۔

تمام دعائیں قبول کی جاتی ہیں

سطور بالا سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ ان تمام دعاؤں کو قبول کرتا ہے جن کے ساتھ شرائط دعا بھی ملحوظ رکھی جائیں یعنی دعائے خیر ہو عصیاں اور قطع رحمی وغیرہ کی دعا نہ ہو اس کا لباس اور کھانا وغیرہ حلال کا ہونا چاہئے یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی دعا کی جاتی ہیں لیکن اس کے اثرات ظاہر میں کچھ معلوم نہیں ہوتے۔ چنانچہ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تک دعا میں استعجال نہ ہو وہ ضرور مقبول ہوتی ہے آپ نے استعجال کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ یہ ہے کہ بندہ جب دعا کرتا ہے اور اس کے اثرات جب ظاہر نہیں ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ بیشک میں نے دعا تو ضرور کی مگر میں دیکھتا ہوں کہ وہ قبول نہیں ہوتی ہے پس وہ تھک کر اور عاجز آکر دعا کو ترک کر دیتا ہے۔ حالانکہ ایسا قطعاً نہیں کرنا چاہئے کیونکہ آنحضور فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی دعا نہیں ہے جو کہ مقبول نہ ہوتی ہو مگر اس کا معاوضہ تین چیزیں ہیں یا تو اس دعا کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس کے تاثرات فوراً ظاہر ہو جاتے ہیں یا تو بندے کے اوپر کوئی مصیبت آنے والی ہوتی ہے مگر اس دعا کی برکت سے وہ مصیبت ٹل جاتی ہے یا تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز دیگا۔ بس ان تینوں چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ہوتی ہے لیکن لوگوں کی حالت ہے کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ دعا کے اثرات ظاہر نہیں ہو رہے ہیں تو وہ الٹی دعا کرنے لگتے ہیں مثلاً کسی بیمار کے لئے شفا کی دعا کرنی چاہیے لیکن جب دیکھا جاتا ہے کہ وہ صحت یاب نہیں ہو رہا ہے تو اس کے مرنے کی دعا کرنے لگتے ہیں حالانکہ یہ سراسر حماقت اور بیوقوفی اور لاعلمی کا نتیجہ ہے چنانچہ کسی زندہ دل شاعر نے بھی اس کے متعلق کہا ہے ؎

آخر تو دشمنی ہے دعا کو اثر کے ساتھ + مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایک بندے کو بلا کر سامنے کھڑا کریگا اور کہیگا کہ اے بندے میں نے تجھ سے کہا تھا کہ تو مجھ سے دعا کر میں تیری دعا کو قبول کرونگا بندہ جواب دیگا ہاں پھر اللہ تعالیٰ کہیگا کہ کیا تو نے فلاں فلاں دعا نہیں کی تھی جبکہ تیرے اوپر تکلیف تھی اس کے چھٹکارا کیلئے اور میں نے قبول کرلیا اور اس کا بدلہ تجھکو دنیا ہی میں مل گیا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تو نے فلاں مصیبت کیلئے دعا کی تھی مگر اس کا ثمرہ تجھکو دنیا میں نہیں ملا بلکہ میں نے ذخیرہ جمع کر رکھا تیرے لئے تاکہ اس کے ساتھ تجھکو جنت میں داخل کروں اسی طرح